فائزہ فرمان

اکروستی......ایک متروک صنعتِ لفظی

"Some sort of a composition (puzzle, poem, series of lines) in which the first, last or other particular letters form a word, phrase or sentence. It is also a poem in which the initial letters of each line make a word or words when read downwards. An acrostic might also use the middle or final letters of each line."

اکروستی (acrostic)، یونانی لفظ akrostikhs سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ایسی مختصر نظم جس کا ہر مصرع جس حرف سے شروع ہو اُس کے دیگر تمام الفاظ کے ابتدائی حروف بھی اسی تکرار میں ہوں۔ اس قسم کی ترتیب متواتر دوسرے مصرعوں میں بھی قائم رکھی جاتی ہے۔ (۱)

اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والی پہیلیوں/معموں کے برعکس اکروستی ایک ایسی نظم کہلاتی ہے جس میں ہر مصرعے کے ابتدائی حروف ایک لفظ یا الفاظ بنائیں جسے اوپر سے نیچے بھی ویسا ہی پڑھا جا سکے۔ اکروستی نظم لکھنے والا ہر مصرعے کے درمیانی یا آخری حروف بھی استعمال کرسکتا ہے۔ (۲)

اکروستی کا متبادل ایک اور یونانی لفظ ligogriph ہے، جس کا مطلب لفظوں کی پہیلی یا معمہ ہے۔ حروف کو اس طرح آگے پیچھے یا تبدیل کرنا کہ اُن سے کوئی بامعنی لفظ بن جائے یا ایسے اشعار جن سے anagrams یا لفظی معموں کا اندازہ ہو سکے، لیگو گرف کہتے ہیں۔ (۳)

اکروستی ایک قسم کی عبرانی نظم جس کے مصرعے ترتیب کے ساتھ حروفِ تہجی سے شروع ہوتے ہیں۔ یا ایسی نظم یا عبارت جس کی سطروں کے پہلے یا پہلے اور آخری یا پہلے، درمیانی اور آخری حروف ایک یا کئی ایک لفظ بنائیں۔ (۴)

اکروستی نظم میں حروف کی سلسلہ وار ترتیب کا اس طرح خیال رکھا جاتا ہے:

۱۔ ابتدائی حروف کی سلسلہ وار ترتیب کو اَبجدی abecedarius کہتے ہیں۔

۲۔ وسطی حروف کی سلسلہ وار ترتیب کو وسطی mesotich کہتے ہیں۔

۳۔ آخری حروف کی سلسلہ وار ترتیب کو بعیدی telestich کہتے ہیں۔

اکروستی نظم میں اگر لفظ کو الٹ کر پڑھا جائے اور حروف کی ترتیب جوں کی توں برقرار رہے تو اسے مقلوب (Palindrome) کہا جاتا ہے۔ (۵) مقلوب کے مستعمل لفظ Civic، Level، Radar اور Rotor لیے جا سکتے ہیں۔ ان لفظوں کو جس طرح بھی الٹ پلٹ کر، اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر پڑھا جائے ایک ہی لفظ بنتا ہے۔ جملوں کی صورت میں یہ مثال بھی دی جاسکتی ہے:

1. Madam, I am Adam to which the reply was sir, I am Iris.
2. Able was I ere I saw Elba.

اسی طرح حسابی مقلوب میں اکروستی تکنیک بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ سادہ مثال 132، 321 یا 231 ہے۔

اکروسٹی ایک چیستانی قسم کی صنعت ہے۔(۶) لاطینی اور عبرانی زبانوں میں اکروسٹی نظموں کا استعمال زیادہ ہوتا رہا ہے۔ اس قسم کی نظمیں ذہنی ورزش کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اُردو میں اکروسٹی، صنعت توشیح کے قریب تر ہے۔(۷) انگریزی ادب میں چاسر نے سادہ اکروسٹی نظام ABC میں وضع کیا جو ۲۴ مصرعوں پر مشتمل ایک مختصر نظم تھی۔ جس میں ہر مصرعے کا پہلا لفظ A سے Z تک حروفِ تہجی بناتے تھے۔ کچھ ڈراما نگاروں نے اپنے ڈراموں کے عنوانات اکروسٹی نظموں کی طرح رکھے۔ جس سے ڈرامہ کا موضوع متعین کرنے میں خاصی مدد ملتی تھی۔ بن جانسن کے ڈراما (Alchemist) میں اکروسٹی تکنیک کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اطالوی زبان کے یہ الفاظ ہر طرح سے اکروسٹی نظم کی تکنیک کے قریب تر ہیں۔

ROTAS → SATOR
OPERA → AREPO
TENET → TENET

اکثر اخبارات اور رسائل میں خاص طور پر ''شمع دہلی'' میں جو معمے حل کرنے کے لیے دیے جاتے تھے، اُن میں بھی یہی اصول کارفرما ہوتا رہا ہے کہ اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر یا دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں بامعنی لفظ بنانے کی ذہنی مشق کے ساتھ ذخیرۂ الفاظ بھی حافظہ میں آتے چلے جاتے تھے۔

نظم کے اندر یا نظم یا کوئی اور عبارت یا نام ڈالنے کی صنعت ہمارے ہاں بھی مروّج رہی ہے اور مغرب میں بھی۔ ہمارے ہاں اسے صنعت توشیح یا موشحہ کہا جاتا ہے۔ توشیح، علم بیان کی ایک صنعت ہے جس میں شعروں کا پہلا حرف یا مصرعوں کے شروع کا ایک ایک لفظ بننے سے کوئی عبارت بن جائے۔ جبکہ موشحہ سے مراد زیور سے آراستہ کیا گیا، مزیّن یا سجایا گیا ہے۔ شمس الدین فقیر نے توشیح کی تعریف یوں لکھی ہے: ''قصیدہ، قطعہ وغیرہ کے اشعار کے اوائل حروف جمع کریں تو شعر یا مصرع یا فقرہ حاصل ہوا اور اشعار کے وسطی اور آخری حروف کو بھی یوں ہی جمع کر کے کوئی عبارت بنائیں تو وہ بھی توشیح کہلائے گی۔''(۸)

اُردو میں توشیح کی مثال:

دلّی مرحوم اے مخزنِ علم و ہنر — تجھ کو بھی کچھ یاد ہے وہ عہد افروزی اثر
لمعہ افگن نور یزدانی تھا تیری خاک سے — کوکبِ اقبال تھا عالم پہ تیرا جلوہ گر
لطف تیرا عام تھا یونان و مصر و روم پر — کیا ہوا کیوں ہوگئی محفل تری زیر و زبر
یوں شریکِ نالہ سامانی ہوا اخلاقؔ میں — مرثیہ دلّی کا ہے اپنی کہانی سر بہ سر

(اخلاق دہلوی)

ان اشعار میں ہر شعر کا پہلا لفظ ملانے سے لفظ دلّی بنتا ہے۔ یہ ایک مختصر نظم کا انداز ہے۔ اکروسٹی (صنعت توشیح) کے بہت سے فائدے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ اکروسٹی نظموں سے زبان پر توجہ مرکوز ہو جاتی ہے۔
۲۔ لسانی اظہار کے امکانات کو وسعت ملتی ہے۔
۳۔ تنوعِ معانی کا سلیقہ آتا ہے۔
۴۔ ہیئت لفظی کی یکسانیت کا انداز واضح نظر آتا ہے۔

ایک اور اُردو نظم میں اقبال کو جو نذرانہ پیش کیا گیا ہے، اسے شعروں کے انداز میں بیان کر کے اکروسٹی نظموں کی اہمیت اور لسانی اظہار کو اُجاگر کیا گیا ہے:

ہمارے درمیاں حق نے کیا تھا دیدہ ور پیدا — نئے انداز سے جہد و عمل کا درس دینے کو

ذہانت، حق پرستی، صدق کا ایک جذبۂ کامل — فراست، دور بینی، علم سب کچھ اُس کو بخشا تھا
رئیسِ فن، امامِ حریّت، مردِ قلندر بھی — شرافت، عجز اور ایثار کا حاصل تھا وہ تنہا
امیری سے تھی نفرت اور فقیری سے محبت تھی — رضا و صبر و استقلال کا وہ درِ یکتا تھا
قناعت، پارسائی، خوش مزاجی بھی سرشت اس کی — غرض ہر طرح سے بہتر نمونہ تھا مسلماں کا
بظاہر رند مشرب تھا بباطن واعظ و ناصح — بظاہر راہرو تھا، خود بباطن رہبر نکلا
الٰہی! دے ہمیں اقبال کے خوابوں کی تعبیریں — یہ نکتہ ہم سمجھ لیں، تھا خودی سے اس کا کیا منشا
لگائیں نخل آزادی ریاضِ زیست میں خاور — بہائیں ہم خودی و روح آزادی کا اک دریا

یہ ایک اکروستی نظم کا اُردو اظہار ہے جس میں شاعر خورشید خاؔور نے اقباؔل کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے شعر کا ہر پہلا حرف ملا کر ''نذرِ اقبال'' کے لفظوں میں اس صنعتِ لفظی کو خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

صنعت توشیح کا ایک خوبصورت اظہار غزل میں بھی کیا گیا ہے۔ غزل کے ہر شعر کے پہلے حرف کو ملائیں تو ''پاکستان بنتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

پاک مسجد کی طرح جا اِس کی — زندگی بخش ہے ہوا اس کی
اِس کے ذرے مثالِ کاہکشاں — نور ہی نور ہے فضا اس کی
کس طرح رات اس کی روشن ہے — دن کو تابندہ تر ضیاء اس کی
سنو تم اس کی نسلِ نَو کا پیام — ہے عزائم سے پُر نوا اس کی
تاب ذروں میں سورجوں سی ہے — بارشوں سے بھری گھٹا اس کی
اس کا پانی ہے آبِ حیواں سا — اور جادود اثر ہَوا اس کی
نوعِ انساں کی خیر کا پیغام — دیں کی عکاس ادا ادا اس کی[۹]

اشعار کا بہترین مجموعہ Ambrose Pamperis نے ۱۸۰۲ء میں تخلیق کیا۔ اس مجموعہ میں ۴۱۶ پیلن ڈ روم (Palindromic) اشعار میں کیتھرائن کی مہمات کا ذکر تھا۔

اکروستی صنعتِ لفظی میں شاعر کو خود ایک دماغی مشق سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لیے شاعر ایسی نظم لکھتے وقت مناسب منصوبہ بندی اختیار کرتا ہے۔ چونکہ یہ صنعت کافی سوچ و بچار کا نتیجہ ہے، اس لیے موجودہ زمانے میں اس صنعت کو استعمال کرنے سے گریز کیا جارہا ہے۔

اُردو ادب میں ابن انشاء نے ''منظور رب'' کے نام سے اکروستی نظم اُردو میں لکھی ہے۔ اس نظم میں ہر شعر کے حرفِ اوّل کے اعداد کو جمع کیا جائے تو اعداد کا مجموعہ ۱۳۹۸ء بنتا ہے۔ نظم بطور شئے اور نظم بطور بامعنی اظہار کے درمیان توشیح وجود میں آتی ہے۔ ہر بیت اور مصرعے کا پہلا حرف اپنی جگہ پر بامعنی ہوتا ہے، کیونکہ یہ حرف لفظ کا حصہ ہے اور بے معنی بھی ہے کیونکہ اسے لفظ سے الگ کرلیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان تمام پہلے حروف کو جمع کریں تو بامعنی لفظ بنتا ہے۔ دیبی پرشاد سحر بدایونی نے اپنی کتاب ''معیار البلاغت'' میں ایک ایسی ہی مثال نقل کی ہے۔[۱۰]

اکروستی نظموں میں یہ رنگارنگی اور تجربہ لسانی اظہار کا ایک عمدہ سرچشمہ بن سکتا ہے اور اس طرح اکروستی/صنعت توشیح کو ہم اُردو شاعری کا قابلِ قدر اضافہ کہہ سکتے ہیں۔

حواشی وتعلیقات

١۔ عتیق اللہ، پروفیسر، ادبی اصطلاحات کی وحاضتی فرہنگ، جلد اوّل، دہلی، اُردو مجلس پتیم پورہ، ۱۹۹۹ء، ص۴۹
۲۔ Dictionary of Literary Terms by J.A. Cuddin, III ed., p.7
۳۔ ibid, p.511
۴۔ The Standard English Urdu Dict., p.4
۵۔ ibid, p.13
٦۔ ادبی اصطلاحات کی وضاحتی فرہنگ، ایضاً، ص۵۰
۷۔ خورشید خاور امروہوی، مقدمۃ الکلام، عروض وقافیہ، ۱۹۸۹ء، ص۴۹۳
۸۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، تعبیر کی شرح، کراچی، اکادمی بازیافت، اشاعت اوّل، ۲۰۰۴ء، ص۱۲۸
۹۔ سہیل عباس، ڈاکٹر، غیر مطبوعہ غزل
۱۰۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، تعبیر کی شرح، کراچی، اکادمی بازیافت، اشاعت اوّل، ۲۰۰۴ء، ص۱۳۰